ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

پروفیسر ایمریطس، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور

ڈاکٹر گیان چند کے غیر مطبوعہ خطوط

Dr. Rafiuddin Hashmi

Professor Emeritus, Punjab University, Lahore

Some Unpublished Letters of Dr. Gyan Chund

Dr. Gyan Chund was a prominent Urdu Linguist, Researcher and Critic. He served more than forty years in the known Universities of India. His research is a symbol of hard work, loyalty and passion. He also had a good taste of Iqbal Studies. In this article some of his unpublished letters are presented in which he discussed different issues regarding Iqbal.

اردو زبان و ادب خصوصاً تحقیق و تنقید کی دنیا میں گیان چند جین (۱۹/ستمبر ۱۹۲۳ء — ۲۱/اگست ۲۰۰۷ء) کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ وہ انتالیس برس (۱۹۵۰ء سے ۱۹۸۹ء تک) بھارت کی مختلف جامعات میں اردو زبان و ادب کا درس دینے اور تحقیق کرنے کرانے میں مصروف رہے۔ شخصی طور پر وہ نام و نمود، شہرت و نمائش کے بجاے اپنے کام سے کام رکھنے والے، ایک وضع دار اور سادہ و سنجیدہ مزاج انسان تھے لیکن اپنی تحریروں میں، تمام تر وضع داری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، اور لگی لپٹی رکھے بغیر کھل کر اپنی رائے کا اظہار کر دیتے تھے۔ خاندانی اعتبار سے ان کا تعلق جین مت سے تھا اور اسی لیے ان کے نام کے ساتھ ''جین'' کا لاحقہ لگا ہوا تھا۔ جین مت کو وہ بہترین مذہب سمجھتے تھے اور شاید اسی لیے ایک خدا کو نہیں مانتے تھے[1]۔ لیکن ایک اور جگہ انھوں نے کہا ہے میں بڑی حد تک مذہب کا قائل نہیں، لیکن میں دہریہ بھی نہیں، مشکک ہوں کہ شاید مذہب سچ ہیں، شاید جھوٹ ہیں''[2]۔

حمیدیہ کالج بھوپال، جموں یونی ورسٹی، اِلٰہ آباد یونی ورسٹی اور سنٹرل یونی ورسٹی حیدر آباد دکن میں تدریسی و تحقیقی خدمات انجام دے کر سبک دوش ہوئے تو لکھنؤ میں ذاتی مکان بنا کر کئی سال تک وہاں مقیم رہے۔ ۶/جنوری ۱۹۹۷ء کو ہجرت کر کے امریکا پہنچے[3] کیوں کہ بڑھاپے میں میاں بیوی کے لیے لکھنؤ میں اکیلا رہنا مشکل تھا۔ عمر کے آخری دس برس وہیں

گزرے۔وہیں انھوں نے اپنی آخری کتاب ایک بھاشا، دو لکھاوٹ، دو ادب تصنیف کی، جس سے اردو دنیا میں ایک ہنگامہ برپا ہوا۔اس کتاب نے ان کی نیک نامی کو بٹا لگایا اور تحقیق وتنقید میں ان کی اصول پسندی اور معروضیت پر سوالیہ نشان لگا دیا[۴]۔ بنارس یونی ورسٹی کے اختر الزمان اور عثمانیہ یونی ورسٹی کی فریدہ وقار، ڈاکٹر گیان چند پر تحقیقی مقالے لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں[۵]۔ایک پاکستانی طالب علم محمد عثمان نے بھی گیان چند: احوال و آثار کے عنوان سے مقالہ لکھ کر قرطبہ یونی ورسٹی پشاور سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے[۶]۔

راقم سے ان کی مراسلت تقریباً ۲۵ سال رہی۔ان کے تیس خط محفوظ رہ گئے جنھیں میرے عزیز دوست ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد نے مکاتیب گیان چند بنام رفیع الدین ہاشمی کے نام سے مرتب کر کے عالمانہ حواشی وتعلیقات کے ساتھ معیار (شمارہ:۴، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۰ء، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد) میں شائع کرا دیا ہے۔راقم الحروف کو اپنے کاغذات سے آں جہانی گیان چند کے چند مزید خطوط ملے ہیں، جو مکتوب الیہ کے تعارف اور مختصر تعلیقات کے ساتھ ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

-۱-

پہلا خط اردو کے نامور محقق اور ادبی شخصیت جناب مشفق خواجہ (۱۹؍دسمبر ۱۹۳۵ء — ۲۱؍فروری ۲۰۰۵ء) کے نام ہے۔اردو دنیا میں خواجہ صاحب کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ان کی تحقیق وتدوین اور طنز ومزاح نگاری نے اردو ادب کو باثروت بنایا۔گیان چند کے بقول، مشفق خواجہ ان کے ''غائبانہ دوست اور کرم فرما'' تھے۔گیان چند ۱۹۸۵ء میں ابتدائی کلام اقبال بترتیب مہ و سال، ۱۹۰۸ء تک مرتب کر رہے تھے۔اس سلسلے میں انھوں نے ذیل کے خط میں خواجہ صاحب سے چند استفسارات کیے ہیں۔

یہ خط، گیان چند کے نام کے چھپے ہوئے پیڈ پر ان کا دست نوشت ہے۔پیڈ پر لاطینی رسم الخط میں ''گیان چند جین ڈی فل، ڈی لٹ، پروفیسر آف اردو'' کے الفاظ مطبوعہ ہیں:

۲۹؍جون ۱۹۸۵ء

محبّی، تسلیم

عرصے سے آپ سے مراسلت نہیں ہوئی۔میں نے اقبال کے اردو کلام کی تاریخی ترتیب کا کام شروع کیا تھا۔لیکن کئی سال پہلے اس میں خلل پڑا تو میں ترقی اردو بورڈ حکومت ہند کے لیے تاریخ ادب اردو جلد اول ۱۷۰۰ء تک کا کام کرنے لگا۔میں نے یہ جلد ڈاکٹر سیدہ جعفر کے اشتراک سے لکھی ہے اور اپنے حصے کا کام مکمل کر دیا ہے[۷]۔اس کے بعد اقبال کا کام اٹھایا۔[کذا] میں نے اسے جولائی ۱۹۰۸ء پر ختم کر دیا ہے، یعنی اس وقت جب اقبال یورپ سے ہندستان واپس آ گئے

تھے۔آ گے کام کرنے کا حوصلہ نہیں۔دوسرے کام کرنا چاہتا ہوں۔

باقیاتِ اقبال طبع سوم[8] آپ نے عنایت کی۔اس کے آخری حصے میں متعدد غزلوں اور چند نظموں کے سال کا پتا نہیں ملتا۔باقیات والے عجیب محقق ہیں کہ اپنے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا۔اگر یہ لکھ دیتے کہ کس رسالے کے کس شمارے سے لی ہیں تو زمانے کا کچھ اندازہ ہو جاتا۔کیا اقبالیات کی کوئی ایسی ڈائریکٹری (اشاریہ) ہے جس میں ہر نظم کی اشاعتِ اوّل کا سنہ دیا ہو؟[9] مجھے باقیات کے مرتبین عبدالواحد معینی اور محمد عبداللہ قریشی کا پتا معلوم نہیں[10]۔آپ براہِ کرم انھیں لکھیے کہ وہ مجھے ذیل کی نظموں اور غزلوں کا سنہِ اشاعت براہ راست لکھ بھیجیں۔آپ کا اور ان کا ممنون ہوں گا۔اس سلسلے میں ڈاکٹر معین الرحمٰن[11] کو بھی لکھوں گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ مخلص

گیان چند

نظمیں: نوعِ انسانی کی محبت، ۵۲۷۔ پیش کش بہ ۵۲۹۔ جہاں تک ہو سکے نیکی کرو،ص ۵۲۷ سے ۵۵۷ تک کی نظمیں۔۶۰۷ کی نظم۔

غزلیں:ص ۳۵۹ تا ۳۹۸، ۴۱۳ - ۴۲۳، ۴۴۲، ۴۳۱۔(نیز ۵۹۴) ۴۴۹، ۴۵۳ تا ۴۵۵، ۵۷۳ تا ۵۹۵، ۶۰۷ کا پہلا فرد۔

Mr Mushfiq Khwaja

III D , 9/26

ناظم آباد Nazim abad

Karachi.(Pakistan)

-۲-

مندرجہ ذیل خط کے مکتوب الیہ پروفیسر محمد منور (۲۷/مارچ ۱۹۲۳ء — ۷/فروری ۲۰۰۰ء) ہیں۔وہ معروف اقبال شناس، ادیب اور شاعر تھے۔نہ صرف مطالعاتِ اقبال بلکہ مطالعاتِ پاکستان اور مطالعاتِ قائداعظم کے بھی متخصص تھے۔ان موضوعات پر دسیوں کتابیں اُن سے یادگار ہیں۔ابتدائی زمانے میں گورنمنٹ کالج لائل پور اور پھر طویل عرصے تک گورنمنٹ کالج لاہور میں اردو کے استاد رہے۔۱۹۷۸ء میں پنجاب یونی ورسٹی کے شعبۂ اقبالیات کے صدر مقرر ہوئے۔۱۹۸۴ء میں انھیں اقبال اکادمی پاکستان کا ناظم بنا دیا گیا۔ دو تین سال کے وقفے سے انھیں دوبارہ اکادمی کی نظامت پر فائز کیا گیا۔

درج ذیل خط کا تعلق پروفیسر صاحب کے پہلے دورِ نظامت سے ہے۔پہلے خط کی طرح یہ خط بھی چھپے ہوئے پیڈ پر ہے۔ڈگریوں میں گیان چند نے بدستِ خود ''ایم اے، [ڈی لٹ] اردو، ایم اے (سوشیالوجی)'' کا اضافہ کیا ہے۔

۱۲/اگست ۱۹۸۶ء

محترمی، تسلیم

میں نے علامہ اقبال کا ابتدائی اردو کلام تاریخی ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ اگر آپ کا مؤقر ادارہ اسے شائع کر دے تو زہے نصیب۔ کتاب کا خاکہ پشت پر ملاحظہ فرمائیے۔

اقبال کے بارے میں میری کیا رائے ہے، وہ میرے ایک مضمون ''غالب کے طرفدار نہیں'' سے ظاہر ہے جو میں نے رسالہ اردو ادب علی گڑھ غالب نمبر ۱۹۶۹ء شمارہ ا، میں لکھا تھا۔ وہ مضمون میرے مجموعے تجزیے[۱۲] میں شامل ہے۔ اس کا ذیل کا اقتباس کا آپ کو پسند آئے گا:

''مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ غالب کا ذہن اقبال سے کسی طرح نیچی سطح کا نہ تھا لیکن اپنے ماحول، اپنی ادبی میراث کو کیا کہا جائے، غالب وہاں تک نہ پہنچ سکے جہاں اقبال کا مقام ہے۔ آج اگر غالب کو اردو کا سب سے بڑا شاعر کہہ کر پیش کیا جاتا ہے تو بُرا ہو میری بدگمانی کا کہ میں وسوسہ ہائے دُور دراز میں کھو جاتا ہوں۔ اقبال کے مخصوص نظریات اگر بعض طبائع میں کچھ مغائرت پیدا کرتے ہیں، بعض دوسرے حضرات ان کی شاعری کو پسند کرنے کے باوجود آزاد ہندستان میں سراہتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔ کیا کیا جائے کہ اپنے اختلافی نظریات کے باوجود، وہ اردو کا سب سے بڑا شاعر اور عالمی معیار پر قابل فخر فن کار ہے۔ میں زیادہ سوچ بچار کے بغیر، اردو کی چند عظیم نظموں کے نام سوچتا ہوں تو مجھے اقبال کی ''مسجد قرطبہ'' اور ''خضرِ راہ''، جوش کی ''کسان'' اور ''زوال جہاں بانی'' اور حالی کی ''مناجاتِ بیوہ'' یاد آ جاتی ہیں۔ کتنی عظمت ہے اقبال کے اشعار میں:

سلسلۂ روز و شب نقش گرِ حادثات — سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات

دگرگوں ہے جہاں، تاروں کی گردش تیز ہے ساقی — دلِ ہر ذرّہ میں غوغاے رستاخیز ہے ساقی

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں — کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہِ کامل نہ بن جائے

ع کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

اور اقبال کے بلند بانگ پیغام سے قطع نظر بھی دیکھا جائے تو ان کے یہاں خالص شاعری کے بھی اعلیٰ نمونے ملتے ہیں:

شب سکوت افزا، ہوا آسودہ، دریا نرم سیر — تھی نظر حیراں کہ یہ دریا ہے یا تصویرِ آب

جیسے گہوارے میں سو جاتا ہے طفلِ شیر خوار   موج مضطر تھی کہیں گہرائیوں میں مستِ خواب

ریت کے ٹیلے پہ وہ آہو کا بے پروا خرام وہ حضر بے برگ و ساماں ، وہ سفر بے سنگ و میل

میں بانگ درا کی شعریت آمیز اور بال جبریل کی مفکرانہ نظموں پر نظر کرتا ہوں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دیوانِ غالب کو کلیات اقبال کے اوپر تو درکنار، برابر بھی کیونکر رکھا جا سکتا ہے"۔(تجزیے ،ص۳۰۵-۳۰۶)

میں بھی کتنا عجیب آدمی ہوں کہ ایک رسالے کے غالب نمبر میں غالب کو دوسرے درجے کا شاعر قرار دے دیا۔۱۹۷۸ء کی بات ہے، الٰہ آباد میں فراق گورکھ پوری کے گھر پر میں نے کہہ دیا کہ غالب اردو کے سب سے بڑے شاعر نہیں۔انھوں نے پوچھا"اور کون ہے؟"میں نے کہا:"اقبال"۔ یہ سن کر وہ چراغ پا ہو گئے اور مجھے سخت سست کہا۔ میں نے اس بات کا ذکر اردو ادب فراق نمبر میں اپنے مضمون میں کیا ہے۔

میں نے آپ کو خوش کرنے کے لیے اقبال کے بارے میں اپنی رائے درج کی ہے[۱۳]۔کیا اب بھی آپ میری کتاب کو اقبال اکادمی سے شائع نہ کریں گے؟ اگر کتاب وہاں سے شائع ہو جائے تو میری اور میری کتاب دونوں کی کلاہِ فخر آسمان کو چھو لے[۱۴]۔

امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص

گیان چند

Prof. Muhd. Munawwar,

Director,Iqbal Academy,

139 A New Muslim Town,

Lahore.(Pakistan)

مندرجہ بالا خط کے پہلے پیرے میں کتاب کے خاکے کا ذکر ہے۔درجِ بالا خط کے ساتھ، گیان چند کا دست نوشت حسب ذیل خاکہ منسلک تھا:

میری امید وارِ اشاعت کتاب ابتدائی کلام اقبال بہ ترتیب مہ و سال

کا تعارف

میں نے اس مجموعے میں علامہ اقبال کے اردو کلام کو از ابتدا تا اگست ۱۹۰۸ء (یعنی ان کی یورپ سے واپسی تک) تاریخی ترتیب سے مرتب کیا ہے۔اس میں نظموں اور غزلوں کو نیز منسوخ اور متداول کلام کو ملا کر خالص تاریخی ترتیب

سے دیا ہے۔جن متداول نظموں اورغزلوں کی تاریخ معلوم نہ ہوسکی،انھیں بـــــانگ درا میں ان کے مقام کی بنا پر درج کر دیا۔جن منسوخ غزلوں اور نظموں (اوراس میں روزگـــارِ فـقیــر [11] کا بہت سا کلام شامل ہے) کی تاریخ معلوم نہ ہوسکی،انھیں اندازے سے ان کے رنگ اور پختگی کی بنا پر کہیں مقام دے دیا۔

اس کام کے لیے باقیاتِ اقبال کے جملہ مجموعوں،روزگـــارِ فـقیــر ،سوانحی کتابوں کے علاوہ کلام اقبال کے دوخطی مجموعوں سے مدد لی،جن کا تین چوتھائی حصہ بـــــانگِ درا کی اشاعت سے پہلے کا ہےاور ایک چوتھائی فوراً بعد کا۔۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک، بلکہ بعد کے بھی جواخبار اور رسائل کلام اقبال کے حامل تھے،ان سے بھی متن میں استفادہ کیا۔

میں نے حواشی نظموں اور غزلوں کے فوراً بعد دے دیے ہیں،عموماً یہ مختصر ہیں۔ترتیب ،متن کے تقاضوں کے خلاف ہے۔حواشی کو نظم کے ساتھ ساتھ دینا لیکن میں نے قاری کو مجبور کرنے کے لیے دیے ہیں تا کہ وہ انھیں ضرور پڑھے۔متن وحواشی کے بعداختلافاتِ نسخ دیے ہیں جوفل سکیپ کے گنجان پچاس صفحوں پر ہیں۔میرا خیال ہے کہ کتاب چھپ کرزیادہ سے زیادہ چارسوصفحات پرآئے گی۔

میں نے متداول نظموں اورغزلوں میں منسوخ اشعار کوان کے صحیح مقام پر بٹھا دیا ہے۔اختلافِ نسخ میں متداول اشعار کے،شاذ منسوخ اشعار کے بھی، پہلے کے نسخ کو دیا ہے۔[کذا]

حواشی میں کہیں بھی علامہ کے خلاف کچھ نہیں کہا یعنی پاکستان میں اس کی اشاعت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

میں نے یہ کام کئی سال کی محنت کے بعد مکمل کیا ہے۔میرا خیال ہے کہ کام بڑا نہیں۔اگر اقبال اکادمی جیسا اقبالیات کا چوٹی کا ادارہ اسے شائع کر دے تو میں تہِ دل سے ممنون ہوں گا۔

گیان چند

-۳-

تیسرا خط پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ اکرام (پ:۶ ردسمبر۱۹۳۲ء) کے نام ہے۔شاہ صاحب پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج لاہور میں صدر شعبۂ فارسی اور پرنسپل کے منصب پر فائز رہے۔۱۹۹۲ء میں کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ کے ڈین کی حیثیت سے سبک دوش ہوئے۔اِن دنوں (جنوری۲۰۱۲ء) بطور صدرِ شعبۂ اقبالیات پنجاب یونی ورسٹی خدمات انجام دے رہے ہیں۔۱۹۸۹ء میں جب وہ اورینٹل کالج کے پرنسپل تھےاور بربنائے عہدہ اورینٹل کالج میگزین کی ادارت بھی انھیں کے سپرد تھی،انھوں نے میگزین کا اقبال نمبر شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور اساتذہ سے قلمی معاونت کے لیے ایک مراسلہ جاری کیا۔راقم نے ایک مضمون ’’ کلام اقبال کے اشاریے‘‘ تیار کر کے دیا، مزید برآں اپنے جن بزرگوں اور دوستوں سے اقبالیات پر کوئی مضمون ملنے کی توقع کی جاسکتی تھی،انھیں بھی پرنسپل صاحب کی طرف سے خطوط لکھوائے۔ذاتی طور پر بھی ان سے قلمی معاونت کی درخواست کی،نتیجہ حوصلہ افزا رہا۔ ڈاکٹر عبدالمغنی (پٹنہ)،ڈاکٹر احمد سجاد (رانچی)، ڈاکٹر معین الدین عقیل (کراچی)،ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (اسلام آباد)، پروفیسر غلام رسول عدیم (گوجرانوالہ) اور صابر کلوروی (ایبٹ

آباد) کے مقالات ہم دست ہو گئے۔

ڈاکٹر گیان چند سے بھی مقالہ بھیجنے کی درخواست کی گئی تھی مگر انھوں نے معذرت کی، حسب ذیل خط اسی سلسلے میں لکھا گیا:

شعبہ اردو، سنٹرل یونی ورسٹی

حیدرآباد-500134 ہندوستان

۲۸/جولائی ۱۹۸۸ء[۱۶]

پرنسپل صاحب محترم، تسلیم

آپ کا بغیر تاریخ کا کرم نامہ پرسوں ملا۔ مشکور و ممنون ہوں۔ آپ نے مجھے اورینٹل کالج میگزین کے علامہ اقبال نمبر میں لکھنے کی دعوت دی ہے لیکن یہ سعادت میرے مقسوم میں نہیں۔ میرے پاس علامہ سے متعلق کوئی غیر مطبوعہ مضمون نہیں اور مجھے کوئی ایسا موضوع بھی نہیں سوجھ رہا جس پر لکھ کر قارئین کے علم میں اضافہ کر سکوں۔ اگر کوئی موضوع ذہن میں آیا تو ضرور حاضر کروں گا[۱۷]۔

امید ہے مزاج عالی بخیر ہوں گے۔

نیاز کیش

جناب پروفیسر سید محمد اکرم

گیان چند

پرنسپل، اورینٹل کالج

پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

-۴-

درج ذیل خط کے مکتوب الیہ پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہد (۱۹۲۴ء — ۱۹۹۲ء) ہیں۔ ان کا تعلق حیدرآباد دکن سے تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے وہ دکن سے ادبی پرچہ سب رس نکالتے تھے۔ ہجرت کر کے کراچی پہنچے تو کچھ عرصے بعد سب رس کراچی سے جاری کیا۔

اس خط کے سلسلے میں یہ وضاحت مناسب ہوگی کہ ۲۴/اکتوبر ۱۹۸۸ء کو گیان چند نے مجھے ایک خط (Air Letter) بھیجا۔ اس کے آخر میں کچھ جگہ بچ گئی تھی، وہاں انھوں نے مندرجہ ذیل خط رقم کر دیا اور مجھے ہدایت کی کہ: ''ذیل کا خط خواجہ حمید الدین شاہد صاحب کو بھیج دیجیے''۔ میں نے حسب ہدایت Air Letter سے خط بنام شاہد صاحب والا حصہ الگ کر کے انھیں کو ڈاک سے روانہ کر دیا لیکن اس خیال سے کہ مبادا خط ان تک نہ پہنچے، احتیاطاً اس کی فوٹو کاپی رکھ لی تھی۔ یہی خط

ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

شعبہ اردو، سنٹرل یونی ورسٹی، حیدر آباد-500134 (ہندستان)

۲۴ر اکتوبر ۱۹۸۸ء

محبّی خواجہ صاحب، تسلیم

سب رس پابندی سے ملتا رہتا ہے۔ شکریہ۔ یہ عریضہ لکھنے کی تقریب یہ ہے کہ میں نے مئی ۸۸ء میں حیدر آباد کے چند مزاح نگاروں کے ہاتھ پاکستان کے تین حضرات کے لیے کچھ کتابیں بھیجی تھیں۔ ۱۔ مشفق خواجہ صاحب کو، ۲۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اسلام آباد کو، ۳۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لاہور کو۔ اول الذکر دونوں صاحبوں کو کتابیں مل گئی ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی استاد شعبہ اردو، اورینٹل کالج لاہور کو نہیں ملی۔ انھیں اپنی کتاب ابتدائی کلامِ اقبال بترتیب مہ وسال ابتدا سے ۱۹۰۸ء تک بھیجی تھی۔ خیال ہے کہ یہ کتاب شاید آپ کو دی گئی ہو۔ کسی طرح ڈاکٹر ہاشمی کو بھجوا دیجیے یا انھیں لکھیے کہ وہ کسی کے ذریعے سے منگا لیں۔ اب تو یہ کتاب کراچی سے ایک ناشر نے میری اجازت کے بغیر چھاپ لی ہے[۱۸]۔

امید کرتا ہوں کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص

گیان چند

حواشی

۱۔ مکتوب بنام رفیع الدین ہاشمی، معیار، اسلام آباد، شمارہ ۴، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۰ء، ص ۱۲۳

۲۔ ایک بھاشا، دو لکھاوٹ، دو ادب، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۲۰۰۵ء، ص ۴۷

۳۔ ایضاً ص ۲۳

۴۔ اس کتاب پر سب سے پہلا اور نہایت وقیع تبصرہ جناب شمس الرحمٰن فاروقی کا تھا۔ بعدازاں اس پر متعدد اہل قلم نے اظہار خیال کیا۔ اردو ادب دہلی نے (شمارہ نمبر ۳۳۲، اپریل، مئی، جون ۲۰۰۶ء میں) ایک خصوصی گوشہ شائع کیا۔ علی گڑھ کے پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ نے گیان چند کی کتاب کا نسبتاً مفصل اور مدلل تجزیہ پیش کیا، جس کی داد انھیں شمس الرحمٰن فاروقی سے بھی ملی۔ بیگ صاحب نے بعدازاں چند اضافوں کے ساتھ اس تجزیے کو پوری کتاب (ایک بھاشا، جو مسترد کر دی گئی، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ ۲۰۰۷ء) کی شکل میں مرتب کر دیا۔ گیان چند کی کتاب کی تردید میں جناب عارف اقبال اور ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کے مضامین بھی شائع ہوئے۔

۵۔ سب رس، حیدر آباد دکن، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۹-۱۰

۶۔ جامعات میں اردو تحقیق: رفیع الدین ہاشمی۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد، ۲۰۰۸ء، ص ۱۸۴

۷۔ تاریخ ادب اردو ۱۷۰۰ء تک (پانچ جلدیں): پروفیسر سیدہ جعفر، پروفیسر گیان چند جین۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء

۸۔ عبدالواحد معینی + محمد عبداللہ قریشی (مرتبین) آئینہ ادب لاہور، ۱۹۷۸ء

۹۔ باقیاتِ کلامِ اقبال کے موضوع پر سب سے تفصیلی اور سیر حاصل کام ڈاکٹر صابر کلوروی کا ہے۔ انھوں نے باقیات شعر اقبال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ کے عنوان سے ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر پنجاب یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی تھی۔ ۲۰۱۱ء میں ملک محمد یوسف اعوان کو شاہ عبداللطیف بھٹائی یونی ورسٹی خیر پور نے اقبال کے کلام کی تدوین نو (بترتیب زمانی ۱۹۲۵ء — ۱۹۳۸ء) کے عنوان سے تحقیقی مقالہ لکھنے پر پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی ہے۔

۱۰۔ سید عبدالواحد معینی ۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو فوت ہو چکے تھے۔ محمد عبداللہ قریشی ۱۲/ اگست ۱۹۹۴ء کو راہی ملکِ بقا ہوئے۔

۱۱۔ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن (م: ۱۵/ اگست ۲۰۰۵ء) گورنمنٹ کالج، (بعدازاں یونی ورسٹی) لاہور میں اردو کے پروفیسر، صدر شعبۂ اردو اور فیکلٹی ڈین رہے۔ غالبیات پر انھیں تخصص حاصل تھا۔

۱۲۔ یہ مجموعہ مضامین ۱۹۷۳ء میں مکتبہ جامعہ دہلی سے شائع ہوا تھا۔

۱۳۔ بلاشبہ گیان چند یہاں اقبال کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور انھیں اردو کا سب سے بڑا شاعر قرار دیتے ہیں مگر ان کی اقبالیاتی تحقیق و تنقید، اقبال فہمی اور اقبال شناسی پر بہت سے اعتراضات کیے گئے ہیں، مثلاً ڈاکٹر یعقوب عمر نے ابتدائی کلام اقبال بترتیب مہ و سال کو ایک ''اقبال شکن'' اور ''نفرت انگیز'' کتاب قرار دیا ہے اور ان کے خیال میں

گیان چند اقبال اور ان کے پیغام سے ''کدورت'' رکھتے ہیں۔(اقبال کے اشعار پر زعفرانی یلغار حیدرآباد دکن ۲۰۰۵ء،ص ۷ اور ۱۱) گیان چند نے ایک جگہ لکھا ہے: ''شاعری میں تو نہیں لیکن نثر میں اقبال نے ہندوؤں کے بارے میں جہاں بھی لکھا ہے، وہ تحقیر و تذلیل کے سوا کچھ نہیں''۔(ایک بھاشا ......ص ۲۱) گیان چند نے اسی کتاب میں یہ بھی بتایا ہے کہ وہ ''اقبال کی ہندو بیزاری'' پر مضمون لکھنا چاہتے تھے مگر ان کے دوست کالی داس گپتا رضا نے انھیں روک دیا۔(ایضاً) (گیان چند کی اقبال شناسی ایک مستقل موضوع ہے۔ہوسکا تو اس پر ایک الگ مضمون لکھوں گا۔) یہ وضاحت ضروری ہے کہ ۱۹۸۸ء میں راقم نے بھی اس کتاب کو گیان چند کا ''ایک اہم کام'' قرار دیا تھا مگر یہ میری غلطی تھی۔ دراصل اس زمانے میں وہ ''اونچے درجے کے محقق'' معروف تھے، دوسرے: میں نے کتاب کو سرسری دیکھا اور نظر اس کی خامیوں کی طرف نہ گئی۔

۱۴۔ مذکورہ کتاب ۲۰۰۴ء میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور نے شائع کر دی تھی۔

۱۵۔ روزگار فقیر دوم (مرتب: فقیر سید وحید الدین۔لائن آرٹ پریس کراچی،۱۹۶۴ء)۔ باقیاتِ اقبال میں اس کلام کا بہت سا حصہ شامل ہے۔ بعدازاں یہ سارا کلام صابر کلوروی نے بھی کلیات باقیات شعرِ اقبال (اقبال اکادمی پاکستان لاہور،۲۰۰۱ء) میں نقل کیا ہے۔

۱۶۔ یہ تاریخ تحریر اور پتا، گیان چند کا دست نوشت ہے۔ پتے میں ہند سے اسی طرح انگریزی میں لکھے گئے ہیں۔

۱۷۔ بعدازاں مکتوب نگار کو موضوع سوجھ گیا اور انھوں نے ''کیا علامہ اقبال نے غیر موزوں اشعار کہے تھے؟'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھ بھیجا جو میگزین کے مذکورہ نمبر میں شامل ہے۔(ص ۶۷-۷۴)

۱۸۔ پہلا اڈیشن ۱۹۸۸ء میں حیدرآباد دکن کے اردو ریسرچ سنٹر سے شائع ہوا تھا۔اسی برس اس کتاب کا عکسی اڈیشن کراچی کے کسی ''شائستہ پبلشنگ ہاؤس'' نے بلا اجازت چھاپ لیا تھا۔